قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 04 جون 2021ء | 22 شوال 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:132

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾

(التوبہ:128)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان رسول ﷺ

آنحضرت ﷺ تک درود کیسے پہنچتا ہے؟

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَآئِکَۃً سَیَّاحِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَنِیۡ عَنۡ اُمَّتِیَ السَّلَامَ

(جلاء الافہام ص 30 بحوالہ سنن نسائی)

’’حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔‘‘

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

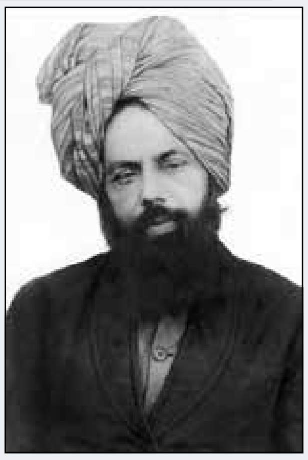

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعاؤں کا اثر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنھوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزۡنِہٖ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ وَاَنۡزِلۡ عَلَیۡہِ اَنۡوَارَ رَحۡمَتِکَ اِلَی الۡاَبَدِ۔‘‘

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضور ﷺ کی ایک اور فضیلت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپؐ کی ہمت اور صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں، تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 24، ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفۂ وقت

جماعت احمدیہ کے نزدیک ختم نبوت کی تعریف

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مسلمانوں کی ایسی حالت ہو جائے گی، جب مسلمانوں کے دل آپس میں پھٹ جائیں گے، قُلُوۡبُھُمۡ شَتّٰی کی حالت ہو گی، مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔ نام نہاد علماء جن کے پاس مسلمان لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے پاس ہدایت ہے ہدایت کے لئے جائیں گے تو ان علماء کی بھی یہی حالت ہو گی کہ وہ بھی انہی کاموں میں مصروف ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی بدتر ان کی حالت ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عُلَمَآئُھُمۡ شَرٌّ مَنۡ تَحۡتَ اَدِیۡمِ السَّمَآءِ۔ یعنی علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 317-318 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت 2004ء) کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ فتنے پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ان میں سے فتنے پھوٹیں گے۔ اور یہی ہم آج علماء کی اکثریت میں دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آگ بجھانے کے یہ لوگ آگ لگانے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی، غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے اُمّتِ واحدہ بنائے گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسی بات سے یہ علماء انکاری ہیں اور لوگوں کو بھی، عامۃ المسلمین کو بھی غلط باتیں بتا کر

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

نیکیوں کی جڑ تقویٰ (منظوم)
تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کا قیام
یادِ رفتگان
کل پاکستان مقابلہ نظم بمقام دار الذکر لاہور

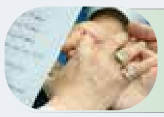

دربارِ خلافت

”یہ امام جو خدا کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجددِ صدی بھی ہے اور مجدد اَلفِ آخِر بھی“ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”اس میں کس کو کلام ہوسکتا ہے کہ مہدی کا زمانہ تجدید کا زمانہ ہے اور خسوف کسوف اُس کی تائید کے لئے ایک نشان ہے۔سو وہ نشان اب ظاہر ہوگیا جس کو قبول کرنا ہو قبول کرے“۔

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 160)

اور یہ خسوف و کسوف کا نشان، چاند گرہن اور سورج گرہن کا نشان جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے کہ زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشان کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔

(سنن الدار قطنی جزو دوم صفحہ 51 کتاب العیدین باب صفۃ صلاۃ الخسوف والکسوف و ھیئتھما حدیث نمبر 1778 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

یہ صرف ہمارے مہدی کا نشان ہے اُس مہدی کا جس کا مقام بہت بلند ہے، صرف مجددیت کا مقام نہیں ہے بلکہ بہت بلند مقام ہے۔ اس بات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف چودھویں صدی کے مجدد نہیں بلکہ مسیح و مہدی بھی ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ کو تجدیدِ دین کے کام کے لئے بھیجا گیا ہے اور ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے لیکن مقام آپ کا بہت بلند ہے اور مجددیت سے بہت بالا مقام ہے۔ گو آپ نے یہ فرمایا کہ چودھویں صدی کا مجدد مَیں ہوں لیکن جیسا کہ میں نے کہا اس مقام کی وجہ سے آپ کو نبوت کا درجہ بھی ملا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

”جاننا چاہئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اُس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں (صدی) کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا، اس قدر اشاراتِ نبویہ پائے جاتے ہیں جو اِن سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا“

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 378)

پھر فرمایا:

”خدا نے اس رسول کو یعنی کامل مجدد کو اس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا اس زمانے میں یہ ثابت کر کے دکھلا دے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 266)

پس ایک تو آپ کا یہ مقام ہے کہ آپ عظیم الشان مجدد ہیں اور کامل مجدد ہیں۔ آپ علیہ السلام نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ کی خلافت یا مجددیت تو حضرت عیسیٰ پر آ کر ختم ہوگئی تھی لیکن اسلام کی تعلیم کو تر و تازہ رکھنے کے لئے ہر صدی میں مجدد دین کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تا کہ بدعات جو سو سال کے عرصے میں دین میں داخل ہوئی ہوں یا برائیاں جو شامل ہوئی ہوں، دین کی اصلاح کی ضرورت ہو، اُن کی اصلاح کر سکے۔ جو کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں وہ دور ہوتی رہیں۔ اور اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام میں اس خوبصورت تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے اس کو اصلی حالت میں رکھنے کے لئے مجدد دین آتے رہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ پیش فرمایا کہ جب پہلے مجدد دین آتے رہے تو اس صدی میں کیوں نہیں؟ اس صدی میں بھی مجدد آنا چاہئے۔ اور فرمایا کہ میرے علاوہ کسی کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں اس زمانے کا مجدد ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود بھی ہوں اور مسیح موعود کو کیونکہ نبی کا درجہ ملا ہے اس لئے کامل مجدد ہوں۔ اور چودھویں صدی کا مجدد ہونے کی حیثیت سے، مسیح و مہدی ہونے کی حیثیت سے عظیم الشان مجدد تھے جس کی پیشگوئیاں پہلے نبیوں نے بھی کی ہیں۔ یہ بات اپنی صداقت کے طور پر آپ اُن مخالفین کو فرما رہے ہیں جو کہتے تھے کہ آپ کا دعویٰ غلط ہے۔ پس یہ آپ کی شان ہے اور اس حوالے سے ہمیں ان سارے حوالوں کو پڑھنا چاہئے۔ اب آپ کی اس شان کو اگر سامنے رکھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خلافت کے قیام کے بارے میں حدیث پیش کی جاتی ہے اُس کو سامنے رکھا جائے تو آئندہ آنے والے مجدد دین کا معاملہ حل ہو جاتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور واضح ارشاد ہے۔ آپ نے لیکچر سیالکوٹ میں ایک جگہ فرمایا کہ ”یہ امام جو خدا کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجددِ صدی بھی ہے اور مجدد اَلفِ آخِر بھی۔“

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20صفحہ 208)

اَلفِ آخِر کا مطلب ہے کہ آخری ہزار سال۔ اس کی وضاحت آپ نے یہ فرمائی کہ ہمارے آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے اور ہم اس وقت آخری ہزار سال سے گزر رہے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

بقیہ صفحہ 8 پر

نیکیوں کی جڑ تقویٰ

پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 18/ مئی 2018ء سے متاثر ہو کر چند اشعار

رمضان کا ہے مقصد تقویٰ میں بڑھتے جانا
ہر اک خطا سے بچنا زہد و ہدیٰ میں بڑھنا

مقصد نہیں ہے اس کا بس بھوکا پیاسا رہنا
یہ تو ہے پوست سارا تم مغز کو بھی پانا

ہر کام ہو تصنّع سے پاک و صاف یکسر
قول و عمل میں ہر پل رب کی رضا ہو اظہر

باریک تر جو رہ ہے تقویٰ کی اس پہ چلنا
پر خار راستوں پر خواہ آگ میں بھی جلنا

ہے مغز یہ شریعت کا ہے یہی خزانہ
بے معرفت کے اس کے باقی سبھی فسانہ

سب مشکلوں کی کنجی کا راز بھی ہے تقویٰ
چین و سکون و راحت آرام بھی ہے تقویٰ

بسیار اس کی شاخیں سب اختیار کرنا
نیکیوں کی ہے یہ خوبی تقویٰ شعار بننا

اپنی زباں پہ ہر دم رکھنا قوی سا پہرہ
کیونکہ زیاں زباں کا ہے اک عظیم خطرہ

سب نیکیوں کی یارو اک جڑ یہی ہے تقویٰ
اس جڑ کو تھام لو گر پاؤ ہر ایک ثمرہ

ح۔م۔مبرور

م۔ا۔ درانی

تقوٰی شعار لوگوں کی جماعت کا قیام

تقوٰی اللہ کی برکات

(قسط نمبر دوئم و آخر)

کسی بھی بات کو اس وقت تک اختیار کرنا مشکل ہوتا ہے جب تک اس کے فوائد وبرکات سے آگاہی نہ ہو۔ ایک اچھے رہنما کی خوبی ہوتی ہے کہ وہ کسی امر کا حکم دینے سے پہلے اس معاملہ کے حُسن وقبح سے اپنے متبعین کو اچھی طرح آگاہ کر دیتا ہے۔

متقی پر خدا کا ہاتھ

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی جب اپنے ماننے والوں کو تقوٰی کی تلقین کی اور تقوٰی شعار لوگوں کی جماعت قائم کرنی چاہی تو تقوٰی اختیار کرنے کی برکات اور تقوٰی اختیار نہ کرنے کے نقصانات کو خوب کھول کر اپنی جماعت کے سامنے رکھ دیا۔ تا ہر ایک علیٰ وجہ البصیرت اس پر عمل کر سکے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’جو خدا کا متقی، اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا ہے، اور بڑا رحیم وکریم ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے۔ مگر وہ جو ایک طرف دعوٰی اتقاء کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے۔۔۔ اصل یہ ہے کہ اُن کا تقوٰی یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے۔ لوگوں کے متقی اور ریاء کار انسان ہوتے ہیں۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے، جس سے سرگردان اور مشکلات دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدوں کا سچا اور پورا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا۔ جوانی سے اب تک بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا۔ اور نہ اس کی اولاد کو در بدر دھکے کھاتا اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ (زبور: باب 37 آیت 25۔ ناقل) یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے؟ یا ان کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم ص 404)

متقی بچائے جاتے ہیں

’’اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقوٰی اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں، چھوڑ دو۔ جب تک خوفِ الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقوٰی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقوٰی اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔ ایسے وقت ان کی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقوٰی انہیں بچا لیتا ہے۔ انسان اپنی چالاکیوں، شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم ص 280)

متقی کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ بڑے درد، محبت اور تکرار کے ساتھ اور مثالیں دے کر اپنے متبعین کو تقوٰی کی طرف دعوت دیتے رہے تا وہ بلاءِ دنیا سے مولیٰ کریم کی حفاظت میں آجائیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو، اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا، ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 ص 71)

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں آج سے ایک سو بتیس (132) سال قبل شروع ہونے والی تقوٰی شعار لوگوں کی جماعت ہر قسم کی رکاوٹوں اور مخالفتوں، دھمکیوں اور حملوں کے باوجود، اب دنیا کے دو سو بارہ (212) ملکوں میں مضبوطی کے ساتھ قائم ہو چکی ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم کی پیاسی روحیں فوج در فوج اور کھچا کھچ اپنی سیری اور سیرابی کے لئے اس میں داخل ہو رہی ہیں۔ گویا شدید آندھیوں اور طوفانوں کو چیرتے ہوئے یہ جماعت آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جس کی مستقل اور مسلسل خدماتِ دینیہ کی دوسری مذہبی جماعتوں میں مثال نہیں ملتی۔ اخوت و بھائی چارے کا ایک بینظیر عالمی معاشرہ قائم ہو چکا ہے۔ دینی سیرت کے ٹھیٹھ نمونے اس جماعت میں وافر اور ہر سو نظر آتے ہیں۔ الٰہی جماعتوں کی صداقت کا یہ بھی ایک بیّن ثبوت ہے۔

اے ہوش وعقل والو! یہ عبرت کا ہے مقام
چالاکیاں تو ہیچ ہیں، تقوٰی سے ہوویں کام

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اس مقصد میں بھی کامیاب فرمایا جس کی گواہیاں اور زندہ نمونے دنیا کے دو سو ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس وقت خاکسار صرف ان لوگوں کی گواہی کو درج کرے گا جنہیں احمدیت سے باہر رہ کر اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا پڑا۔

☆ چنانچہ علامہ سر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اقرار کیا:

’’پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اُس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔‘‘

(ملتِ بیضاء پر ایک عمرانی نظر ص 18)

☆ نیز علامہ نیاز فتحپوری صاحب مشہور شاعر، ادیب اور ایڈیٹر فرماتے ہیں:

’’اس میں کلام نہیں کہ انہوں (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) نے یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبویؐ کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔‘‘

(رسالہ نگار لکھنؤ، ماہ نومبر 1959)

نیز ایک سال بعد پھر لکھا کہ ’’اگر میں احمدی جماعت کو پسند کرتا ہوں تو صرف اس لئے کہ اس نے اپنی منزل پالی ہے۔ اور یہ منزل وہی ہے جس کی بانی اسلام نے نشاندہی کی تھی۔۔۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے محض اخلاق سے ہزاروں دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اور ان سے بھی قادیان کو ’’دار الامان‘‘ تسلیم کرا لیا۔‘‘

(رسالہ نگار لکھنؤ، ماہ ستمبر 1960)

☆ اب ایک بالکل غیر جانبدار قلمکار جناب دیوان سنگھ مفتون صاحب ایڈیٹر ’’ریاست‘‘ دہلی کی گواہی سنیئے:

’’ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک (دینی) شعار کا تعلق ہے، ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے (دینی) احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر ’’ریاست‘‘ کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا، اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو کہ (دینی) شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں۔‘‘

(ریاست دہلی 31۔ نومبر 1952ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے نتیجہ میں وہ مقصد بھی عطا فرما دے جس کے قیام کے لئے آپ مبعوث فرمائے گئے تھے، یعنی تقوٰی و پارسائی ہمارے ہر قول و فعل سے چھلکے۔ ہم خدا کے ہاتھ اور اس کی گود میں پرورش پا رہے ہوں اور اسی کی رضا ہمارے ہر قول و فعل کا مبتداء و منتہا ہو۔ آمین

رخسانہ مظفر۔تنزانیہ

یادِ رفتگان

مکرم چوہدری مجید احمد (بھٹے والے)

اذکروا امواتکم بالخیر کے تحت آج میں اپنے پیارے والد محترم چوہدری مجید احمد صاحب (بھٹے والے) کا ذکر خیر کرنا چاہتی ہوں جو 14مارچ 2019ء کو کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ 6/مارچ 1932ء کو ننگل قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپکے دادا محترم بدرالدین صاحب کے ذریعہ سے آئی۔ اور آپ کے نانا جان محترم مہر دین صاحب صحابی حضرت اقدس علیہ السلام تھے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے گاؤں میں ہی حاصل کی بعدازیں آپ کو چند سال حضرت مولوی محمد دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔جنکی دعاؤں اور تربیت سے آپکی شخصیت میں اور بھی نکھار آ گیا۔

آپ نے کئی سال خلافت لائبریری میں خدمت کی توفیق پائی۔ ابو جان بتایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو جو کتب مطلوب ہوتیں وہ تلاش کر کے پیش کرنے کی سعادت ملتی۔حضورؓ کے دفتر میں قریب بیٹھنے کا موقع ملتا۔ آپ بتاتے تھے کہ حضورؓ کتب کا مطالعہ بہت تیز کرتے تھے۔موٹی موٹی کتابیں آن کی آن میں ختم کر لیتے تھے اس دوران حضورؓ جب اپنے لئے چائے منگواتے تو ازراہِ شفقت ابو جان کے لئے بھی چائے منگواتے ۔اسی طرح محترم والد صاحب کو دفاتر صدر انجمن کے تعمیراتی کاموں میں بھی لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔

آپ کی شادی 1964ء میں محترمہ سعیدہ صاحبہ بنت حکیم ظفر احمد فاروقی صاحب آف کوئٹہ سے ہوئی۔ یہ شادی امی جان کے نانا جان محترم قدرت اللہ سنوریؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ہوئی۔شادی کے وقت جب امی کے والدین نے کہا کہ لڑکے کی آمدنی تو بہت کم ہے کیسے گزارہ ہوگا تو حضرت قدرت اللہ سنوریؓ صاحب کہنے لگے میں دیکھ رہاں ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت دے گا اور سعیدہ لاکھوں میں کھیلے گی اور واقعی اللہ تعالیٰ نے ان کی بات پوری کی اور اللہ تعالیٰ نے خوب فراخی عطا فرمائی۔ امی جان بتاتی ہیں کہ محترم نانا جان قدرت اللہ سنوری صاحب موسم سرما میں اکثر ربوہ آجاتے اور قصرِ خلافت میں مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کے گھر ٹھہرتے تو ابو جان تقریباً ہر روز انہیں کھیر دینے جاتے جو کہ انہیں بہت پسند تھی اور رات کو انہیں دبا کر آتے تو وہ بہت دعائیں دیتے۔

ہمارے پیارے ابو جان بہت عظیم خوبیوں کے مالک تھے۔ پنجوقتہ نماز کے پابند تھے۔ ہروقت زیرلب درود شریف کا ورد کرتے رہتے اور ہم سب کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ وہ بہت سخی، عاجز، صابر، شاکر، معاملہ فہم، بارعب، اچھا مشورہ دینے والے، سخت محنتی اور مضبوط فیصلہ رکھنے والی شخصیت کے مالک تھے۔طبیعت میں سادگی تھی لباس بھی بالکل سادہ پہنتے اور خدا تعالیٰ پر کامل توکل رکھنے والے تھے۔ پہاڑوں سا حوصلہ تھا۔مشکل سے مشکل حالات کا جواں مردی سے مقابلہ کرتے کبھی کاروبار میں لاکھوں کا نقصان بھی ہوجاتا تو ہمت نہ ہارتے۔ آپ کی ایک بیٹی کم سنی میں فوت ہوگئی تو بہت صبر کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کیا۔اور خدا کی رضا پر راضی رہے۔

محترم ابو جان کو بارہ سال محلہ دارالرحمت وسطی کی صدارت کی سعادت ملی تو آپ نے بہت جانفشانی اور تندہی سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔اپنے دورِ صدارت کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسجد نصرت کی تعمیر میں مرکزی کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ میاں بیوی کے جھگڑے ہوں یا بعض افراد کے جماعتی نظام سے دوری کے مسائل، بہت حکمت و صلح جوئی سے معاملات حل کرتے اور کبھی کسی کی جماعت سے اخراج کی نوبت نہ آنے دیتے۔

ہمیشہ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے۔ ایک بار کسی نے کہا کہ چوہدری صاحب آپکا سوئیٹر بہت پیارا لگ رہا ہے۔تو فوراً سوئیٹر اتار کر لفافے میں ڈالا اور انہیں تحفۃً پیش کر دیا۔ (سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو) کی منہ بولتی تصویر تھے۔اپنا قصور نہ بھی ہوتا تو بھی معافی مانگ کر معاملہ رفع دفع کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام خلفاء کرام کی شفقت ابو جان کو نصیب ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ازراہِ شفقت حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک کپڑوں کا ایک ٹکڑا دیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی ایک بنیان عنایت فرمائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ابو جان کو اپنی ایک پگڑی عطا فرمائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا محبت بھرا تعلق بھی نصیب رہا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی کو بتایا کہ میں تو آپ کے والد صاحب کو تب سے جانتا ہوں جب وہ خلافت لائبریری میں کام کیا کرتے تھے جبکہ میں اور میرے بڑے بھائی لائبریری میں کتب لینے جاتے تھے۔ اسی لئے آپ نے ایک نومبائع (سمیرا اعتماد) کا رشتہ میرے بھائی مظفر سے طے کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس فیملی کو جانتا ہوں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت سمیرا کو اپنی بیٹی کی طرح رخصت کیا۔ اور فرمایا کہ میں اس کا ولی ہوں اور ایک اور خوش نصیبی بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان کو عطا فرمائی کہ ہمارے پیارے امام خلافت سے کچھ دیر قبل میرے بھائی مقبول احمد مبشر کی شادی میں جو ڈاکٹر نصرت صاحبہ کی بیٹی ندرت صاحبہ کے ساتھ ہوئی میں شریک ہوئے اور انکا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پڑھایا تھا۔ الحمد للہ علی ذلک

مکرمہ ڈاکٹر نصرت صاحبہ ابو جان کی سادہ طبیعت کی بہت تعریف کرتی تھیں اور بتایا کرتی تھیں کہ جب انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے میری بیٹی کا رشتہ مانگا تو صرف تین لائنوں کا خط لکھا جس میں بیٹے کی تعلیم اور عمر کا ذکر کیا۔جس سے میں بہت متأثر ہوئی۔

قرآنی حکم صلہ رحمی کرنے کی عملی تصویر تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی تو اپنے سب بہن بھائیوں اور ان کے اہل عیال کو گاؤں سے ربوہ منتقل کیا۔ ہر ایک کو گھر بنا کر دیا۔بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا۔مجھے یاد ہے کہ ہمارے گھر سلائی مشینیں آتیں یا واشنگ مشینیں، موٹر سائیکل آتے یا سائیکل سب بہن بھائیوں کے گھروں میں تقسیم ہوتے۔ عیدین اور موسم گرما و سرما پر تھانوں کے تھان مردانہ وزنانہ کپڑوں کے آتے تو اپنے سب بہن بھائیوں کے گھروں میں ہر ایک کے لئے کئی کئی جوڑے بھیجتے، ڈرائی فروٹ آتا یا تازہ پھل، پہلے بہن بھائیوں کے گھروں میں بھجواتے اور پھر خود کھاتے۔

فراخی میں تو رحمی رشتہ داروں پر پانی کی طرح پیسہ خرچ کیا ہی لیکن سخت تنگی میں بھی جب ایک بار دو سال بیمار رہے تو امی جان بتایا کرتی ہیں کہ عید کے موقع پر گھر کی بنیادی ضروریات کے لئے گھر میں پڑے دو دروازے بیچے گھر کا راشن لانے کے بعد کچھ پیسے بچ گئے تو میں نے کہا کہ گھر میں صرف ایک بیڈ شیٹ ہے اور مہمانوں کے بیٹھنے کے لئے گھر میں کوئی کرسی نہیں تو کہنے لگے یہ رہنے دو، گاؤں میں بہن کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں یہ پیسے ان کو بھجوادو تا کہ انکی کچھ ضروریات پوری ہوجائیں۔

جب ان کے بڑے بھائی کی وفات ہوئی تو ان کے سبھی بچے چھوٹے تھے اور کثیر عیال داری تھی۔ ان سب کی تعلیم و تربیت اور بہترین مستقبل کے لئے جان توڑ کر کوششیں کیں۔ ہر روز ان کے گھر خیریت پوچھنے جاتے۔

خاندان کے بہت سے لوگوں کو پاکستان اور بیرون پاکستان سیٹ کرنے میں ہر ممکن مدد کی۔

اکثر انکی زبان سے یہ سننے کو آتا کہ پتہ نہیں خدا تعالیٰ کس وجہ سے ہمیں رزق دے رہا ہے۔ تینوں بھائیوں اور بہنوئی کو بھٹے کے کام میں ساتھ لگایا تو خدا تعالیٰ نے بھی اتنی برکتیں نازل کیں کہ ایک بھٹے سے پانچ بھٹے ہو گئے۔

اپنے رحمی رشتہ داروں کے علاوہ امی جان کا بھی ماشاء اللہ بہت بڑا خاندان ہے۔ کوئی جلسے پہ آتا یا شوریٰ پر، کوئی اپنے ذاتی کام سے آتا یا جماعتی، سبھی کا قیام ہماری طرف ہوتا۔ ابوجان انتہائی خندہ پیشانی سے اور دلی خوشی سے انکی مہمان نوازی اور خدمت کرتے۔ کوئی بیمار ہوتا تو خود گاڑی کرایہ پر لیکر دور دراز علاج کے لئے لیکر جاتے۔ امی جان کے سب بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کی زبان سے ہمیشہ ابوجان کی تعریف سنی۔

ہمارے ناناجان و نانی جان ہر سال موسم سرما میں کوئٹہ سے ہمارے پاس تشریف لاتے تو ابو جان دل و جان سے ان کی خدمت کرتے۔ ہمارے داداجان بھی ہمارے ساتھ ہی رہتے تھے۔ ان کا بھی بہت خیال رکھتے۔

مہمان نوازی کا خُلق ابوجان میں بہت نمایاں تھا۔ ہمارے گھر میں ہر وقت مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا۔ عزیز رشتہ دار ہوں یا دوست احباب، اپنے ہوں یا پرائے ہر ایک کے لئے ہر وقت دستر خوان بچھا رہتا۔ ہر مہمان کی دلی جوش و محبت سے خدمت کرتے۔ کبھی تو یوں لگتا کہ ابوجان کا بس چلے تو گھر کے سامنے سے گزرنے والے ہر شخص کو کھانا کھلا کر بھیجیں۔ اس معاملہ میں ہماری امی جان کو بھی سلام ہے کہ ہر روز بہت محنت اور محبت سے کئی کئی کھانے بناتی تھیں۔ آپ والدین کی خدمت، چھ بچوں کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ہر دم مہمان نوازی کے لئے تیار رہتیں۔ اللہ تعالیٰ پیاری امی جان کو صحت والی فعال و لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

جلسے کے ایام میں تو ہمارا گھر مہمانوں کے لئے وقف ہو جاتا۔ ایک بار تو بتاتے ہیں کہ ایک سو مہمان آ گئے۔ پورا گھر ہم نے مہمانوں کو دے دیا۔ باہر ایک چھوٹے سے کھلے کمرے میں ریت پڑی تھی تو ہم دسمبر کی سردیوں میں اسی پر ایک چارپائی ڈال کر سو گئے۔ خدا تعالیٰ نے بھی ہمارے والدین کی اس نیکی کو ایسا قبول فرمایا کہ پھر قادیان کا جلسہ ہو یا پاکستان کا، لندن کا جلسہ ہو یا جرمنی کا، کینیڈا اور امریکہ کے جلسے ہوں یا تنزانیہ کا جلسہ، بے شمار جلسوں میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ بیوی کے حقوق ہوں یا بچوں کے، سب کے حقوق احسن طریق پر ادا کئے۔ امی جان کے ساتھ ان کا سلوک مثالی تھا۔ ان کی ہر ضرورت کا خوب خیال رکھتے۔ بہترین قوّام تھے۔ بچوں کے لئے ایسا سائبان تھے کہ جسکے نیچے ہم پوری طرح محفوظ تھے۔ ہر تکلیف اپنے سینے پر لیتے اور ہم تک اسکی گرم ہوا بھی نہ پہنچنے دیتے۔ آج ہم سب بہن بھائی جو بھی ہیں، جس بھی مقام پر ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے، والدین کی دعاؤں اور ان تھک محنت کے نتیجے سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپکو تین بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ سب کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کا بھر پور خیال رکھا۔ بچوں کی شادی کے موقع پر ہمیشہ دین کے پہلو کو ترجیح دی۔ جب خاکسار کی شادی کا معاملہ آیا تو ایک واقف زندگی کے رشتے کو فوقیت دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے رزق کی کوئی فکر نہیں۔ رازق تو خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کو لکھ سے ککھ اور ککھ سے لکھ ہوتے دیکھا ہے۔ جب خاکسار کی شادی ایک واقف زندگی محترم خواجہ مظفر احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے طے کی تو پیارے والد محترم نے تادم آخر ہمارا ساتھ دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا تھا کہ اگر خاندان میں کوئی ایک واقف زندگی ہو تو سارے خاندان کو وقف کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ جسطرح پیارے ابوجان نے دل و جان سے ہر قدم پر ہمارا ساتھ دیا ہے میں امید کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ محترم ابوجان کو اپنے حضور واقفین میں شمار کرے گا۔ ہماری حوصلہ افزائی کے لئے دو بار ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک بار کینیا میں اور ایک بار تنزانیہ میں۔ ہمیں اور ہمارے بچوں کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ کینیا میں جب گھر میں سبزی بیچنے والا آتا تو اس کو بھی چائے بسکٹ کھلا کر بھیجتے۔ ہمارے ساتھ مختلف دیہاتوں کے دورے کئے اور ان پر اپنے اعلیٰ اخلاق کا نیک اثر چھوڑا۔ وہ لوگ آج تک ان کو یاد کرتے ہیں۔

اپنی ذات کے لئے کسی کو تکلیف دینا پسند نہ کرتے۔ خود دوسروں پر دن رات احسانات کرتے۔ آپ سے کوئی ذرہ سی بھلائی کرتا تو اتنی بار شکریہ ادا کرتے کہ اسے شرمندگی ہونے لگتی۔ بہت سے لوگوں کی خاموشی سے مدد کرتے رہے جس کا ہمیں ان کی وفات کے بعد پتہ چلا۔ اپنی گاڑی خریدی تو خود بہت کم استعمال کی۔ اکثر لوگ اپنی ضروریات کے لئے لے جاتے اور آپ بخوشی انہیں دے دیتے۔

آپ کا شمار ربوہ کی معروف شخصیات میں ہوتا تھا۔ سب آپ کی بہت عزت کرتے۔ تقریباً ہر ہفتے ہمارے گھر ربوہ کی معروف شخصیات کی دعوت ہوتی تھی جس سے ابوجان بہت خوش ہوتے۔ خاکسار ایک بار ابوجان کے ساتھ گول بازار گئی تو تقریباً ایک گھنٹے میں پہنچے ہر دو قدم پر کوئی نہ کوئی آپکو سلام کرتا اور آپ کھڑے ہو کر تسلی سے سلام کا جواب دیتے اور انکی خیریت پوچھتے۔ جب آپ کے بڑے بیٹے مکرم منور احمد صاحب کا بہت خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا اور خون کی اشد ضرورت تھی تو ایسا لگتا تھا کہ پورا ربوہ ہسپتال میں مدد کے لئے پہنچ گیا ہو۔ کئی لوگوں نے بڑھ بڑھ کر خون کی کئی بوتلیں دیں۔ ہمارے محلے کے لوگ صبح آ کر بتاتے تھے کہ ساری رات ہم نے کمر بستر پر نہیں لگائی۔ دعاؤں میں رات بسر کی اور اللہ تعالیٰ نے انکی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے معجزانہ شفاء عطا فرمائی۔ پھر جب ابوجان کا دل کا بائی پاس ہوا تب بھی لوگوں نے آپ کی صحت کے لئے بہت دعائیں کیں۔ بعض تو محبت سے روتے اور کہتے کہ اللہ کرے میری زندگی چوہدری صاحب کو لگ جائے۔

الحمد للہ! ابوجان سب بچوں سے بہت خوش تھے۔ سبھی کے پاس آتے جاتے رہتے۔ سب بیٹوں اور بہوؤں کو اور سب بیٹیوں اور دامادوں کو اللہ تعالیٰ نے خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ اور سب نے آپکی خوب دعائیں لیں۔ اللہ تعالیٰ وہ سب دعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین

چھوٹے بھائی مکرم مظفر صاحب کو تو جیسے خدا تعالیٰ نے والدین کی خدمت کے لئے چن لیا تھا۔ اپنے کاروبار اور فیملی کی مصروفیت کے باوجود ماں باپ کی کسی ذمہ داری سے غافل نہ ہوتے۔ آخری بیماری میں بھی آپ ان کے پاس کینیڈا میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو، ان کی بیگم محترمہ سمیرا صاحبہ کو خدمت کی سعادت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

برادرم مظفر صاحب بتاتے ہیں کہ ابوجان نے ان سے ذکر کیا کہ ایک رات جب مجھے بہت تکلیف تھی تو میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس بیماری سے بچا لے، میں تیرے پاس آنے کے لئے تیار ہوں تو معاً مجھے خیال آیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بہت لمبی بیماری دیکھی ان کا اعلیٰ نمونہ ہمارے سامنے ہے، تو مجھے بھی خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ اور ہم سب نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی لمبی بیماری میں عظیم الشان صبر کا مظاہرہ کیا۔ ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ رہتی۔ ہم سب بہن بھائی جب بھی ابوجان کا حال پوچھتے تو چاہے کتنی ہی طبیعت خراب ہو ہمیشہ ایک ہی جواب دیتے کہ الحمد للہ ٹھیک ہوں، مزے میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات کی خبر بھی پہلے ہی دے دی تھی۔ امی جان سے آپ کی جب آخری ملاقات ہوئی تو ابوجان نے بتایا کہ آج رات مجھے کافی تکلیف تھی اور یہ میری زندگی کی آخری رات تھی اور اس کے بعد آپ نے کوئی بات نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب بہن بھائیوں اور ہماری قیامت تک آنے والی نسلوں کو ابوجان کی نیکیوں اور خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور انکی دعاؤں کا بہترین وارث بنائے۔ آمین

ابوجان موصی تھے۔ آپ کی تدفین کینیڈا میں ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ محترم ابوجان کو اپنی رضا کی جنتوں میں رکھے۔ آمین

سبزو شاداب روشن مقامات ہوں
آپ ہوں اور جنت کے باغات ہوں
پھول، خوشبو، دعا، روشنی، دلکشی
یوں خدا کی ہمیشہ عنایات ہوں
پھر ملیں گے کبھی نہ جدا ہوں گے ہم
والدِ محترم، والدِ محترم، والدِ محترم

منورعلی شاہد۔ جرمنی

پاکستان مقابلہ نظم خوانی بمقام دارالذکر لاہور

قسط دوم

گزشتہ مضمون بعنوان ''کُل پاکستان مقابلہ تقریر دارالذکر لاہور'' میں ان مقابلوں کا پس منظر بیان کیا جاچکا ہے، جو تین جون 1994ء کو دارالذکر میں منعقد ہوا تھا۔ یہ مقابلہ نظم خوانی بھی اسی فیصلہ کا تسلسل تھا جو 1994ء میں ایوانِ محمود میں قائدین اضلاع کی ایک میٹنگ میں کیا گیا تھا۔الحمد للہ یہ دوسرا کُل پاکستان علمی مقابلہ تھا جس کو مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کو اہتمام کرنے کی توفیق ملی تھی۔ اس سال ضلع لاہور کے قائد مکرم چوہدری منورعلی صاحب تھے۔حسب روایت مجلس عاملہ ضلع لاہور کے اجلاس میں اس کی تاریخ اور دیگر معاملات پر مشاورت کے بعدمرکز سے تحریری منظوری حاصل کی گئی جس کے مطابق یہ مقابلہ نظم مورخہ 10 ستمبر 1995ء کو دارالذکر میں منعقد ہونا قرار پایا جبکہ اسی سال 11 ستمبر کوضلع کے اجتماع میں پوزیشنیں لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے جانا طے پایا۔مجلس عاملہ ضلع لاہور کی طرف سے خاکسارمنورعلی شاہد (معتمدضلع) کواس مقابلہ کا نگران مقرر کیا گیا جبکہ مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم اس کے نگران اعلیٰ تھے۔ضلع لاہور کی طرف سے ایک انتظامی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی تھی جس نے اس مقابلہ کے انتظامات احسن طریق سے سرانجام دینے کی توفیق پائی۔اس کمیٹی کے اراکین درج ذیل تھے:

1۔مکرم اظہرمحمود ناصر صاحب (ناظم تعلیم) ناظم رجسٹریشن۔
2۔مکرم ندیم احمدگورائیہ صاحب(نائب معتمد)معاون ناظم رجسٹریشن۔
3۔مکرم عامر محمود صاحب (نائب معتمد) ناظم رہائش۔
4۔مکرم ناصرمحمود خان صاحب (قائدمجلس دارالذکر) ناظم طعام۔
5۔مکرم خالدمحمود خان صاحب معاون ناظم طعام۔
6۔مکرم کریم احمد خان صاحب نگران بلاک ناظم انعامات
7۔مکرم بشارت احمد خان صاحب ناظم خدمت خلق۔
8۔مکرم مقبول احمد ڈوگر صاحب ناظم مال۔

مرکزی ہدایات اور راہنمائی لینے کی غرض سے نگران مقابلہ نظم خوانی (خاکسارمنورعلی شاہد) نے گیارہ اور بارہ اگست 1994ء کو ربوہ میں محترم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم و نگران اعلیٰ مقابلہ سے میٹنگ کی اور سند کے ڈیزائن سمیت دیگر معاملات ڈسکس کئے گئے۔بعد ازاں ان کے ہمراہ مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے دفتر میں ملاقات کی اور جملہ فیصلوں کی منظوری لی گئی جس میں اضلاع سے رابطے، اشعار کا انتخاب، ہرضلع سے شاملین کی تعداد، انعامات کی تفصیل اور منصفین کے پینل کا انتخاب شامل تھا۔

گزشتہ مقابلہ کی طرح اس سال بھی قائدین اضلاع و قائدین علاقہ جات کو چار بار وقفوں کے ساتھ خطوط مع پروگرام ارسال کئے گئے تھے۔

مقابلہ نظم کے بابرکت کامیاب انعقاد کے لئے حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمتِ اقدس میں دعائیہ فیکس ارسال کی گئی۔ پھر وہ دن بھی آ پہنچا جب مقابلہ ہونا تھا۔ الحمد للہ تمام ممبران کمیٹی نے بہترین صلاحیتوں اور ٹیم ورک کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام انتظامات کو بروقت احسن طریق سے پورا کیا۔ دارالذکر میں تمام بیرون اورمرکزی مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کیا گیا تھا اورحسب سابق اس کی تحریری منظوری امیر صاحب لاہور سے حاصل کر لی گئی تھی۔ویڈیو ریکارڈنگ جماعت کے شعبہ سمعی و بصری کے ذمہ تھی۔مکرم چوہدری منورعلی صاحب قائدضلع نے ہرموقع پر راہنمائی کی اور تمام مہمانوں کی ضروریات کا بھرپورخیال رکھا گیا۔

اس مقابلہ کے لئے نظم کا ''بہار آئی ہے دل وقف یار کر دیکھو'' سے چند اشعار منتخب کئے گئے تھے اور پہلا شعر دہرانے کی اجازت تھی ۔

اس مقابلے کےمنصفین میں مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ ، مکرم منیر احمد جاوید صاحب اور مکرم فخرالحق شمس صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔

مورخہ 10 ستمبر کورات پونے آٹھ بجے نظم کا مقابلہ شروع ہوا جو رات دس بجے تک جاری رہا۔منصفین کے فیصلہ کے مطابق نتائج درج ذیل رہے تھے:

اول: مکرم شہزاد احمد صاحب آف شیخوپورہ
دوم: مکرم مظفر احمد صاحب چوہان آف میر پورضلع
سوم: مکرم خالد احمد چغتائی صاحب آف لاہور
سوم: مکرم سعید احمد صاحب آف سیالکوٹ

حوصلہ افزائی کاانعام درج ذیل احباب کو دیا گیا:

مکرم عبدالخالق محسن فاروقی صاحب آف لاہور
مکرم سلطان محمد صاحب آف ربوہ
مکرم رشید احمد تنویر صاحب آف ربوہ

اسی طرح خصوصی انعامات مکرم ندیم احمد زاہد صاحب، مکرم تنویر احمد صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب اور مکرم مسعود احمد خالد صاحب کو دیئے گئے۔

اس کُل پاکستان مقابلہ نظم خوانی میں 18 اضلاع کی 37 مجالس کے 40 خدام نے شرکت کی تھی الحمد للہ۔جن اضلاع کو اس مقابلہ میں شرکت کی توفیق ملی تھی ان میں اسلام آباد، ربوہ، نارووال، حیدرآباد، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، شیخوپورہ، میر پور آزاد کشمیر، میر پورخاص، منڈی بہاؤالدین، ڈیرہ غازی خان، لیہ، لاہور، حافظ آباد، سرگودھا، فیصل آباد، سیالکوٹ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ شامل تھے۔

رات کھانے کے بعدسب خدام کو شب بخیر کہا گیا۔ اگلے دن مورخہ 11 ستمبر کونماز تہجد، نماز فجر اور درس قرآن کے بعد خدام کو ناشتہ پیش کیا گیا اورخصوصی ٹرانسپورٹ کے ذریعے مقام اجتماع رکھ شیخ کوٹ لے جایا گیا۔ مقام رکھ شیخ کوٹ پر مجلس خدام الاحمدیہ ضلع و علاقہ لاہور کا ایک ساتھ اجتماع منعقد ہوا تھا۔لاہور کی طرف محترم مقبول احمد صاحب ڈوگر (نائب قائدضلع لاہور) نگران اعلیٰ اجتماع تھے۔اس وقت مکرم ڈاکٹر عبد الوحید صاحب قائد علاقہ تھے ۔ اس اجتماع میں مکرم حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور، مکرم سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد، مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب مہتمم اطفال الاحمدیہ پاکستان اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم شامل ہوئے تھے۔ اجتماع کے اختتامی سیشن میں مکرم صدر محترم نے مقابلہ نظم خوانی میں پوزیشنیں لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔دعا کے بعد یہ اجتماع ومقابلہ نظم کی تقریب اختتام کو پہنچی۔پوزیشن حاصل کرنے والے خدام کو سندِ امتیازجبکہ تمام شاملین کوسندِشرکت سے نوازا گیا۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

فساد کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔اور انہیں وہ باتیں فساد پیدا کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ جن کا وجود ہی نہیں ہے۔

ہرمسلمان کا یہ عقیدہ ہے اوراس پر کامل ایمان کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر شریعت مکمل ہو چکی ہے۔لیکن یہ فتنہ پرداز مولوی عوام الناس کے جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس پر سوائے اِنَّالِلّٰہ پڑھ کر لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کہا جائے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔

(خطبہ جمعہ 16 دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن

سیرالیون کے کینیما ریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کو مؤرخہ 7/ اپریل 2021 کو کینیما شہر میں ایک مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

اس مسجد کا سنگِ بنیاد 2006 ء میں مکرم لطف الرحمٰن صاحب مرحوم ، سابق پرنسپل ناصر احمدیہ سیکنڈری سکول نے رکھا تھا (آپ 2006 ء کے جلسہ سالانہ پر بطور مرکزی مہمان تشریف لائے تھے)۔ اور اُس وقت کینیما ریجن کے مبلغ مکرم اقبال منیر صاحب کی نگرانی میں اس کی بنیادیں اور دیواریں تعمیر کی گئیں تھیں۔ مگر بعد میں بوجوہ اس کی تعمیر مکمل نہ ہوسکی۔

2017ء میں مکرم قاصد احمد وڑائچ صاحب، مربی سلسلہ ، کینیڈا سے وقفِ عارضی پر کینیما تشریف لائے اور واپس جانے پر انہوں نے اور ان کی فیملی نے اس مسجد کو مکمل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جسے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت منظور فرمایا۔ مکرم قاصد وڑائچ صاحب کی درخواست پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے 4 اینٹیں (ٹائلیں) دعا کر کے عطا کیں جن میں سے ایک اینٹ (ٹائل) اس مسجد کی بنیادوں میں لگائی گئی۔ ناصر احمدیہ سیکنڈری سکول کی طرف سے اس مسجد کی تعمیر کے لئے 49 / ملین لیونز ادا کئے گئے اور مکرم قاصد وڑائچ صاحب کی فیملی نے 65/ ملین لیونز کی رقم ادا کی۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد کی تعمیر کی نگرانی کی سعادت مکرم منیر حسین صاحب کو حاصل ہوئی جو کینیما ریجن میں بطور مبلغ تعینات تھے اور افتتاحی تقریب و دیگر انتظامات کی سعادت مکرم محمد نعیم اظہر صاحب کو حاصل ہوئی جو اس وقت کینیما میں بطور ریجنل مبلغ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

یہ مسجد کینیما سے فری ٹاؤن جانے والی شاہراہ پر واقع ہے اور دور سے ہی ایک خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔ مسجد کا کل رقبہ پانچ ٹاؤن لاٹ ہے اور مسقّف احاطہ 55 65 فٹ ہے اور اس میں قریبا 450 / افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے مینارہ کی اونچائی 60 فٹ ہے۔

مؤرخہ 7 / اپریل کو افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز دن ساڑھے گیارہ بجے مکرم محترم مولانا سعید الرحمن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت حافظ اسد اللہ وحید صاحب استاذ جامعۃ المبشرین سیرالیون کو حاصل ہوئی۔ مکرم اسماعیل کوروما صاحب استاذ ناصر احمدیہ سیکنڈری سکول نے قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان پیش کیا۔ ریجنل صدر مکرم محمد شریف صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کا تعارف اور مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ کے آنے کا مقصد بتایا کہ جماعت احمدیہ کا

کام خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ دنیا میں اسلام کا امن اور بھائی چارے کو فروغ دینا اور لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف بلانا ہے۔ آپ نے سیرالیون میں جماعت کے آغاز اور گذشتہ سو سال میں ہونے والی ترقیات کا ذکر کیا۔

اس کے بعد بعض مہمانوں کے طرف سے Goodwill Messagesدئے گئے۔ پیراماؤنٹ چیف مکرم محمد بانیاں صاحب نائب امیر دوم نے چیفوں کی طرف سے امیر صاحب اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے پرنسپل نے منسٹری آف ایجوکیشن کی طرف سے، مکرم مصطفیٰ سکائیکے صاحب نے لبنانی کمیونٹی کی طرف سے اور مسٹر محمد باہ صاحب انسپکٹر آف پولیس نے ڈی آئی جی کی طرف سے جماعت کو مبارکباد دی اور شکریہ ادا کیا؟

مکرم امیر صاحب نے باقاعدہ فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح فرمایا اور نمازِ ظہر باجماعت ادا کی گئی جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس بابرکت تقریب میں ایک پیراماؤنٹ چیف، ڈسٹرکٹ امام اور ان کی عاملہ کے تین ممبر، چیفڈم سپیکر کے نمائندہ، احمدیہ سکولوں کے سات پرنسپل، 4 مرکزی مبلغین، سات لوکل معلمین، 76 غیر از جماعت احباب اور 324/ احباب جماعت نے شرکت کی۔ پروگرام میں کینیما کی 6 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو نمازیوں سے ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین

انجینئر محمود مجیب اصغر

عالم صغیر اور عالم کبیر کی تسخیر

عالم صغیر سے مراد انسان اور عالم کبیر سے مراد کائنات ہے

فرمایا: لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون (المؤمن :58)

آسمانوں اور زمین (یعنی کائنات) کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑا کام ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسان کو عالم صغیر اور کائنات کو عالم کبیر قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں

”قرآن سے انسان کا عالم صغیر ہونا ثابت ہے اور آیت لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور تقویم عالم کی متفرق خوبیوں اور حسنوں کا ایک ایک حصہ انسان کو دے کر بوجہ جامعیت جمیع شمایل وشیون عالم اس کا احسن ٹھہرایا گیا ہے...... جو عالم صغیر میں مراتب تکوین موجود ہیں وہی مراتب تکوین عالم کبیر میں بھی ملحوظ ہوں اور ہم صریح اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ یہ عالم صغیر جو انسان کے اسم سے موسوم ہے اپنی پیدائش میں چھ طریق رکھتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ عالم عالم کبیر کے کوائف مخفیہ کی شناخت کے لئے ایک آئینہ کا حکم رکھتا ہے“

(تفسیر مسیح موعود جلد 5 صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار تسخیر عالم کا ذکر فرمایا ہے

وسخرلکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ (الجاثیہ : 14)

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب اس نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے

ابتداء دنیا سے ہی جتنی ریسرچ علم طب اور علم ہیئت میں ہو رہی ہے شاید ہی کوئی اور ایسا شعبہ ہو گا جس میں اتنی کثرت سے تحقیقات کی گئی ہوں۔

علم طب تسخیر عالم صغیر کے لئے ہے اور علم ہیئت تسخیر عالم کبیر کے لئے ہے

چنانچہ اسلام کے گولڈن پیریڈ میں طب اور ہیئت میں بہت صحیح اور بنیادی ریسرچ ہوئی اور اسی کو بنیاد بنا کر آج یورپ اور امریکہ بہت آگے نکل گیا ہے

مثال کے طور پر بوعلی سینا کی طب کی کتب سینکڑوں سالوں تک ویسٹ میں پڑھائی جاتی رہیں اور علم ہیئت پر مسلم سائنسدانوں کی ہی ریسرچ کو ہی ویسٹ آگے لے کے چلا ہے

سپین کے ایک مسلم سائنسدان عباس بن فرناس نے 875ء میں aviation میں قرطبہ کے نزدیک ایک پہاڑ سے glider flight کے ذریعے پرواز کا آغاز کیا تھا اور اس شعبہ میں ترقی کرتے کرتے 1969ء میں انسان چاند پر جا اترا تفصیل کے لئے دیکھیں

کتاب Days that shook the world by Hugo Davenport

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حدیث: 3449)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے اس (آندھی) کی خیر طلب کرتا ہوں، اور وہ بھلائی طلب کرتا ہوں جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا طالب ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔
اور اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اس (آندھی) کے شر سے، اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔
یہ ہمارے پیارے رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آندھی کے شر سے بچنے کی دعا ہے۔
ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور تا قیامت ہر آنے والے مومن کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے حالات میں کیا عمل ہوتا تھا اور کیا حالت ہوتی تھی۔ اس بارہ میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ:
’’جب تیز آندھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے اس آندھی میں مضمر ہر ظاہری اور باطنی خیر کا طالب ہوں اور اس کے ہر ظاہری و باطنی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا ھاجت الریح حدیث 3449)

نیز آپ یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گھر آتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ کبھی گھر میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے۔ کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے اور جب بادل برس جاتا تو آپ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی۔ کہتی ہیں کہ یہ بات مَیں آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتی تھی۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گھبراہٹ کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ اس لئے ہے کہ کہیں یہ بادل قومِ عاد پر عذاب لانے والے بادل جیسا نہ ہو۔
قومِ عاد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جب بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ تو ہم پر مینہ برسانے والا ہے لیکن وہ عذاب لانے والا بن گیا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قولہ: و ھو الذی یرسل الریاح بشرا حدیث 3206)

تو یہ ہے کامل بندگی اور خشیت کا اظہار، اُس خوف کا اظہار کہ وہ عظیم انسان جس سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار وعدے ہیں۔ ہر قسم کے نقصان سے بچانے کے بھی وعدے ہیں، ترقی اور غلبے کے بھی وعدے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی پتہ ہے کہ آپؐ کی زندگی میں کوئی آفت اور مصیبت مسلمانوں پر نہیں آ سکتی، بلکہ دوسرے بھی آپ کی برکتوں سے بچے ہوئے تھے۔ کسی دجّال کا دجل کامیاب نہیں ہوسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ جب آندھی اور طوفان آئے تو آپ کے حق میں آتے ہیں۔ بدر کی جنگ ہو یا جنگِ خندق۔ آندھیاں اور طوفان دشمن کی بربادی اور ہزیمت کا باعث بنی تھیں لیکن پھر بھی آپؐ کو فکر ہے۔ اصل میں تو یہ خیال ہو گا کہ آسمانی آفت سے یہ لوگ صفحۂ ہستی سے نہ مٹا دیئے جائیں۔ پس آپ کی بے چینی اُس رحم کے جذبہ کے تحت تھی جو اس رحمۃ للعالمین کے دل میں مخلوق کے لئے موجزن تھا اور آپؐ اس قدر بے چینی میں مبتلا ہو جاتے کہ جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا، بدل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے بے نیاز ہونے کی وجہ سے آپ کو فکر ہوتی تھی کہ کہیں کچھ لوگوں کا تکبر اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی صحیح پہچان نہ کرنا پوری قوم کی تباہی کا باعث نہ بن جائے۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورۃ الواقعۃ حدیث 3297)

قوموں کی تباہی اور بربادی کا اس سورۃ میں ذکر ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو حقیقی طور پر سمجھتے تھے اور آپؐ سے زیادہ کوئی اور سمجھ نہیں سکتا، آپؐ کو یہ فکر رہتی تھی کہ امت کا ہمیشہ صحیح رستے پر چلتے رہنا میری ذمہ داری ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

سے پہلے کے ایک ہزار سال کو اندھیرا سال فرمایا تھا، اندھیرا زمانہ ہو گا اور پھر مسیح و مہدی کا ظہور ہو گا چودھویں صدی میں، اور پھر مسیح و مہدی کے ظہور کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہو گی۔ اُس اندھیرے ایک ہزار سال میں کئی مجدد دین پیدا ہوتے رہے۔ مختلف علاقوں میں مجدد دین پیدا ہوتے رہے۔ لیکن اُن کی حیثیت چھوٹے چھوٹے لیمپوں کی تھی جو اپنے علاقے کو روشن کرتے رہے، اپنے وقت اور صدی تک محدود رہے، بلکہ ایک ایک وقت میں کئی کئی آتے رہے۔ لیکن یہ اعزاز اس عظیم الشان مجدد کو ہی حاصل ہوا کہ اُس کو آخری ہزار سال کا مجدد کہا گیا۔ آپ کا اعزاز صرف ایک صدی کا مجدد ہونے کا نہیں بلکہ آخری ہزار سال کا مجدد ہونے کا ہے، کیونکہ دنیا کی زندگی کا یہ آخری ہزار سال تھا۔ تو آپ نے ایک جگہ پر فرمایا کہ ’’چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے یہ ضرور تھا کہ امامِ آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اُس کے لئے بطور ظل کے ہو۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 208)

اُس کے زیرِ نگین ہو گا، اُس کے تابع ہو گا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صدی میں مجدد آ سکتے ہیں آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی آ سکتے ہیں لیکن آپ کے ظل کے طور پر۔ اور جس ظل کی آپ نے بڑے واضح طور پر نشاندہی فرمائی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا نبوت قائم رہے گی، پھر جب وہ چاہے گا اُس کو اُٹھا لے گا اور پھر جب تک اللہ چاہے گا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم رہے گی۔ پھر وہ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت جب تک اللہ چاہے گا قائم ہو گی۔ پھر جب وہ چاہے گا اُس کو اُٹھا لے گا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی، جب تک اللہ چاہے وہ رہے گی۔ پھر جب وہ چاہے گا اُس کو اُٹھا لے گا۔ اُس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی، پھر آپ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 6 مسند النعمان بن بشیر صفحہ 285 حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998) (خطبہ جمعہ 10/ جون 2011ء)

04جون2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:11	19:00
مدینہ منورہ	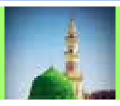	04:02	19:08
قادیان	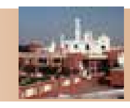	03:45	19:31
ربوہ		03:25	19:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	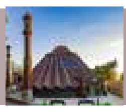	03:21	21:12